نوجوان علماء کرام اور جدید فضلاء کی ذمہ داریاں

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

[جامع مسجد محمدی، شہزاد ٹاؤن، اسلام آباد میں جواں سال فضلا اکرام کے لئے یک سالہ تربیتی کورس کی افتتاحی تقریب (منعقدہ ۲۷ شوال ۱۴۳۲ھ) سے حضرت ناظم اعلیٰ وفاق نے جو خطاب کیا، اس کا خلاصہ نذر قارئین ہے!]

''خطبہ مسنونہ کے بعد...... میں برادر مکرم مولانا عبدالقدوس محمدی کو اس اہم اور مفید ترین کورس کے آغاز پر مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں اور ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے آپ سے ملاقات اور گفتگو کا موقع دیا۔ بغیر کسی تمہید کے آج کی مجلس میں مجھے آپ حضرات کے سامنے چند معروضات پیش کرنی ہیں۔

آپ حضرات علماء ہیں اور آپ بخوبی جانتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مختلف اوقات میں صحابہ کرام حاضر ہوتے اور سوالات پوچھا کرتے تھے۔ مثال کے طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سوال متعدد مرتبہ ہوا کہ ''یارسول اللہ! کون سا عمل افضل ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کے جواب میں کسی سے فرمایا جہاد افضل ہے، کسی سے فرمایا والدین کی خدمت جہاد ہے، کسی کو انفاق فی سبیل اللہ کا حکم دیا، کسی کو غصہ نہ کرنے کی تلقین فرمائی الغرض سوال ایک ہی تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف حضرات کو مختلف جوابات مرحمت فرمائے۔ اس اختلاف کے بارے میں حضرات محدثین کرام کی آراء مختلف ہیں۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ مختلف جوابات سوال پوچھنے والوں کے حالات اور مزاج کی وجہ سے تھے، مثلاً آپ کو جس شخص کے بارے میں یہ معلوم تھا کہ یہ غصے کا تیز ہے اسے غصہ نہ کرنے کی ترغیب دی، جس کے بارے میں والدین کی خدمت اور اطاعت میں کوتاہی کا خدشہ تھا اس کے لیے والدین کی خدمت کو جہاد قرار دیا، جس کے مزاج میں بخل پایا اسے انفاق فی سبیل اللہ کا درس دیا۔ جبکہ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف

جوابات حالات اور مواقع کے اختلاف کی بنا پر تھے مثلاً جب جہاد کا موقع درپیش تھا اس وقت جہاد کو افضل عمل قرار دیا، جب فقراء کا تعاون کروانا مقصود تھا اس وقت انفاق فی سبیل اللہ کا حکم دے دیا، جب والدین کی خدمت میں کوتاہی محسوس کی تو والدین کی خدمت کو جہاد بتلایا، اگر دیکھا کہ کسی کی بیٹی جوان ہے اور شادی میں تاخیر کی جارہی ہے تو اسے عزت سے رخصت کرنے کا حکم دیا، رمضان المبارک کا موقع ہوا تو روزے کے فضائل بیان فرمائے اور اگر حج کا معاملہ آیا تو فریضہ حج کی ادائیگی کی تلقین فرمائی۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ شریعت کے بہت سے احکام کی بنیاد حالات پر ہوتی ہے اور حالات کی بنیاد پر احکام تبدیل ہو جاتے ہیں۔اس لیے آج کے دور کا اہم ترین تقاضا یہ ہے کہ علماء کرام کو آج کے دور میں اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طریقے سے ادا کرنے کے لیے آج کے حالات کو سمجھنا ضروری ہے، موجودہ دور کے چیلنجز کا ادراک کرنا لازم ہے اور یہ جاننا ضروری ہے کہ اس وقت تہذیبی، فکری، عملی، علمی اور تبلیغی میدان کے تقاضے کیا ہیں؟ آج کے دور میں علم کلام کا کون سا مسئلہ موجود ہے، موجودہ حالات کا ادراک اور فہم آج کی سب سے بڑی ضرورت ہے اور پھر اس کے نتیجے میں علمی اور فکری سطح پر خود کو مسلح کرنا آج کے دور کا سب سے بڑا تقاضا ہے، اپنے مسائل کے تدارک کے لیے پہلے ان کا ادراک ضروری ہے، علاج کے لیے مرض کی تشخیص لازم ہے، آج یونان کا فلسفہ اور فکر نہیں جس وقت یونانی فلسفہ کا عروج تھا اس وقت امام غزالی نے میدان میں آکر پہلے اس کو پڑھا اور سمجھا اور پھر اس کا رد کیا۔آج ہمیں پہلے تو یہ سمجھنا ہوگا کہ ہمارا واسطہ آج کس کلچر، تہذیب اور کس قسم کے فکر و فلسفہ سے ہے اور اس کے مقابلے کے لیے اسلامی فکر و فلسفہ اور تہذیب و کلچر کیا ہے؟ اور ہم قرآن وسنت کی روشنی میں موجودہ دور کے فکر و فلسفہ کا توڑ کیسے کر سکتے ہیں؟

آپ حضرات اللہ کے فضل و کرم سے درسِ نظامی پڑھ چکے اب آپ کو یہ سیکھنا ہے کہ ان علوم کا ابلاغ کیسے ہو؟ ان کے استعمال کے لیے کون سی زبان استعمال کی جائے اور دنیا سے اپنا موقف منوانے کے لیے کن دلائل کی بنیاد پر بات کی جائے؟ یہ کورس آپ کی اس حوالے سے تربیت کی ایک کوشش ہے۔اس لیے آج یہ لازم ہے کہ ایک عالم کی نظر زمانے کے موجودہ حالات پر بھی ہو اور اس کا رشتہ صفہ کی درسگاہ سے بھی جڑا ہوا ہو، اسے قرآن وسنت اور دینی علوم پر بھی دسترس حاصل ہو اور اس کا ہاتھ قوم کی نبض اور زمانے کی رفتار پر بھی ہو۔جس عالم کا رشتہ اپنے اصل اور ماضی سے کمزور ہو وہ بھی نامکمل ہے اور جو موجودہ حالات سے واقف نہ ہو وہ بھی ادھورا ہے۔اسی لیے بعض حضرات نے ایسے مفتی حضرات کو فتویٰ دینے سے منع کیا ہے جو اپنے زمانے کے حالات کو نہ جانتا ہو اور وہ مشہور مقولہ تو آپ سب نے سن رکھا ہوگا کہ ''جو اپنے زمانے کے حالات کو نہ جانتا ہو وہ جاہل ہے'' اس لیے موجودہ دور کے تقاضوں کو سمجھنا، موجودہ دور کے چیلنجز سے آگاہی حاصل کرکے ان سے نمٹنے کی تیاری اور اہتمام کرنا آج کے دور کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہر میدان کے کچھ تقاضے ہوتے ہیں اور ہر میدان کا کوئی خاص قسم کا اسلحہ ہوتا ہے جس کے بغیر چارہ کار نہیں ۔علم وفکر کے میدان کی ضرورت اور اسلحہ دلیل، استدلال، منطق اور برہان ہے ۔آج کے اہل باطل اور کفار طاقت ، اسلحہ، ڈرون حملوں ،اور دھمکی کی زبان میں بات کرتے ہیں ۔ وہ آج پاکستان کو اور دیگر مسلمان ملکوں کو دھمکیاں دیتے ہیں، ان کے وسائل پر قبضہ کرنے کے لیے طاقت کو استعمال کرتے ہیں اور طاقت کے بل بوتے پر فتح حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن یاد رکھیں جو فتح طاقت کی بنیاد پر حاصل کی جائے وہ عارضی ہوتی ہے اور دائمی فتح دلیل اور استدلال کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے ۔طاقت کے نشے میں بدمست لوگ ایک نہ ایک دن ضرور شکست کھاتے ہیں جبکہ دلیل اور علم کامیاب ہوتے ہیں ۔ جنگ نہ کسی مسئلے کا حل ہے اور نہ اس کے ذریعے فتح حاصل کی جاسکتی ہے یہی وجہ ہے کہ ہم نے مدارس کے دفاع اور بقاء کی جنگ دلیل اور منطق کی بنیاد پر لڑی ہے ۔ مدارس کے دفاع کی جدوجہد میں ہم نے اسلحہ نہیں اٹھایا، طلباء کو سڑکوں پر نہیں لائے ،جلوس نہیں نکالے بلکہ ہم نے دلیل اور سچائی کی بنیاد پر جنگ لڑی اور اللہ نے ہمیں اپنے فضل وکرم سے فتح دی۔

آپ کو بھی کل اسی قسم کی صورتحال سے واسطہ پڑے گا بلکہ آپ کے مستقبل میں حالات مزید سنگین ہونے کا خدشہ ہے ۔اس لیے آپ جب اس قسم کے کورسز میں شریک ہوں گے تو اس سے ان شاءاللہ آپ کا علم مضبوط ہوگا، آپ کو اپنی بات کہنے کا سلیقہ آئے گا ، آپ کو عالمی زبانوں پر عبور حاصل ہوگا ، آپ کو موجودہ حالات کی سنگینی کا ادراک ہوگا اور اس کے نتیجے میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس پیدا ہوگا ۔اور پھر آپ دلیل کی بنیاد پر دنیا سے اپنا موقف منوا سکیں گے ۔ کیونکہ اسلام طاقت کی زبان میں بات نہیں کرتا بلکہ دلیل کی بنیاد پر بات کرتا ہے، جنگ کے میدان میں بھی پہلے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جاتی ہے، پھر جزیہ دے کر بطور ذمی اسلامی ریاست کی رٹ قبول کرنے کی پیشکش کی جاتی ہے اور آخر میں اسلحے اور تلوار کی نوبت آتی ہے ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چالیس سالہ زندگی کو بطور دلیل پیش کیا جبکہ مشرکین مکہ نے ظلم وتشدد کی زبان میں بات کی ۔فرعون اور نمرود نے طاقت کی زبان میں بات کی ۔فرعون نے کہا لا صلبنکم فی جذوع النخل جبکہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ نے دلیل کی بنیاد پر بات کی ۔اسی طرح حضرت ابراہیمؑ نے دلیل کی بنیاد پر نمرود سے مکالمہ کیا ۔اس کے جواب میں نمرود نے اپنی طاقت اور اختیارات کا بے جا استعمال کرتے ہوئے بے گناہ کو پھانسی دے دی اور سزائے موت پانے والے کو رہا کر دیا ۔حضرت ابراہیمؑ نے جب اگلی دلیل دی کہ ''میرا رب سورج کو مشرق سے نکالتا ہے اگر تمہیں رب ہونا کا دعویٰ ہے تو سورج مغرب سے نکال کر دکھاؤ'' اس دلیل کے مقابلے میں نمرود شکست کھا گیا اور ہکا بکا رہ گیا ۔اس لیے یہ یاد رکھیں کہ انبیاء کرام کا راستہ دلیل اور استدلال کا راستہ ہے اور فرعونوں ، نمرودوں ، بادشاہوں اور حکمرانوں کا انداز ہمیشہ یہ رہا کہ وہ طاقت ، دھمکی اور اسلحے کی زبان میں بات کرتے ہیں اس لیے آپ نے انبیاء کرام علیہم السلام والا راستہ اپنانا ہے ۔

تیسری بات یہ ہے کہ آج کا ہتھیار دلیل کا ہتھیار ہے، علم کا ہتھیار ہے، تعلیم کا ہتھیا ہے اور ہمیں اپنے آپ کو اس ہتھیار سے مسلح کرنا ہوگا۔ کیونکہ آج مکالمہ اور مباحثہ کی جنگ ہے۔ علمی اور فکری محاذوں پر کشمکش ہے، دلیل اور استدلال کی بنیاد پر مقابلہ ہے۔ اور اس کے لیے علم ضروری ہے یہ علم ہی ہے جو انسان کو مسلح کرتا ہے اور آج کے دور کا ہتھیار یہی ہے۔ دیکھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں گھوڑوں اور تلواروں کے ذریعے جنگیں ہوتی تھیں لیکن آج کی جنگیں طیاروں، میزائلوں اور بھاری اسلحے کی جنگیں ہیں۔ جنگ عظیم اول میں جو ہتھیار استعمال ہوئے آج وہ استعمال نہیں ہو رہے۔ اسی طرح وقت کے ساتھ ساتھ ہتھیار بھی بدل جاتے ہیں اور جنگوں کا طریقہ کار بھی بدل جاتا ہے اس لیے ہمیں موجودہ دور میں جن جن میدانوں میں اہل باطل سے مقابلہ درپیش ہے ان تمام میدانوں کے لیے تیاری کرنی ہوگی۔ جنگوں کی طرح آج مناظرے، مجادلے اور مباحثے کا انداز بھی بدل گیا ہے اس لیے لازم ہے کہ آج کے دور کے مسائل بھی سمجھیں اور دلائل بھی، طرز استدلال بھی جانیں اور آج کے دور کی مروجہ زبانیں بھی سیکھیں تب جا کر اس کشمکش میں آپ کا پلڑہ بھاری ہوسکتا ہے۔

اور آخری بات یہ ہے کہ امام ابو یوسفؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ آج علم اور فقاہت کے جس مقام پر فائز ہیں اس مقام تک آپ کیسے پہنچے؟ اس سوال کے جواب میں امام ابو یوسفؒ نے جو جملہ ارشاد فرمایا وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ آپ نے فرمایا ''افادہ میں بخل نہیں کیا اور استفادہ سے انکار نہیں کیا'' اس لیے آپ حضرات بھی یہ مت سوچیں کہ ہم نے سند فراغت حاصل کر لی اب ہمیں پڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟ بلکہ پہلے سے زیادہ محنت کریں اور یہ یاد رکھیں کہ الحکمة ضالة المومن کہ حکمت تو مومن کی گمشدہ متاع ہے جہاں سے ملے وہیں سے لے لو بلکہ اگر حکمت کی کوئی بات دیوار پر لکھی ہوئی ملے تب بھی اسے لے لینا چاہیے۔

امید ہے کہ انشاءاللہ یہ کورس آپ کے علم کو چار چاند لگائے گا اور آپ کی صلاحیتوں اور آپ کی شخصیت میں نکھار پیدا کرے گا۔ آپ استفادہ کرتے ہوئے جھجک اور تکبر کو آڑے نہ آنے دیں اور افادہ میں بخل سے کام نہ لیں کیونکہ استفادہ اور افادہ کے ذریعے علم ترقی کرتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ آج کے دور کے چیلنجز کا ادراک کر کے اس کے حوالے سے کردار ادا کرنے کے لیے خود کو تیار کیجیے کیوں کہ آپ کے سامنے میدان بہت وسیع ہے......آپ پر بہت بھاری ذمہ داریاں آن پڑی ہیں۔ یاد رکھیے! آپ ہی ہمارا مستقبل ہیں، آپ ہی ہمارا سرمایہ ہیں اور آپ ہی ہماری امید ہیں۔ اللہ آپ کا حامی وناصر ہو۔''

☆......☆......☆